سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم - اے
۱۴ - وارث روڈ - لاہور } ایڈیٹر

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ - لاہور } ایڈیٹر

پادری - ڈبلیو - سی - کلارک صاحب ایم - اے
ایمپرس روڈ - لاہور } مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۴	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۱۵ - اکتوبر ۱۹۲۶ء	نمبر ۴۲

جان رکھیل گیا معرکۂ الفت میں
تذکرہ میرا ہر اک گھر میں ہوا کرتا ہے

اب تو اے جان سزاوار محبت ہوں میں
حسن و الفت کی زمانے میں حکایت ہوں میں

اک کرشمہ ہے میری ہستی موہوم مرا سا
صاحب ہوش و خرد صاحب قدرت ہوں میں

حسن تخیل

جناب ساغر کے قلم سے

رب اکرم کا نشاں مظہر قدرت ہوں میں
مست و مدہوش ہوں سرشار حقیقت ہوں میں
کیا عجب ہے جو رسا ہے میری فضیلت ہوں میں
شومی بخت سے پابند مصیبت ہوں میں
محو نظارۂ اجلال قدامت ہوں میں
دل کو ہو فخر کہ وہ آئیں نہ کیوں گھر میرے
دل دیا اسکو جسے قدر نہیں کچھ دل کی
اسکا گرویدہ ہوں میں صاف ہو باطن جسکا
صاف ظاہر ہو مرا عشق رنگینی ہوس
بیخودی سے مجھے رغبت ہو خودی سے نفرت
خاک بہکائیگی لیلائے ہوس تو مجھکو
دولت فقر مرے دریہ گدا کرتی ہے
آپ مطلوب ہوں میں آپ ہی طالب اپنا
میں ہوں مطلوب ازل نام ہے الفت میرا
شوخ کہتی ہے یہ دل سے مجھے برباد نہ کر
آدمیت کا شرف تو نے مجھے بخشا ہے
آدمی چھوڑا دسفر میں نے مہیا نہ کیا
خوب نیرنگی عالم کا تماشہ دیکھا

دل ہو بہزالبیاں آئینہ فطرت ہوں میں
ساقی بزم تری بزم کی زینت ہوں میں
خالق پاک کی آخر تو امانت ہوں میں
سچ اگر پوچھیے ناکام مسرت ہوں میں
شکر ہے جو یا ہے اسرار حقیقت ہوں میں
خوبی بخت سے اک منزل عزلت ہوں میں
جان کر آپ ہی خود رہین مصیبت ہوں میں
بندۂ حسن نہیں بندۂ حیرت ہوں میں
کون ہو مستحق لطف و محبت ہوں میں
لوگ سمجھے ہیں کہ مست مئے غفلت ہوں میں
مجھکو معلوم ہو شیدائے مشیت ہوں میں
آدمی کے لئے اک طرفہ حقیقت ہوں میں
محو حسن ہوں اور محو الفت ہوں میں
شکر ہے کر دی مجھے حسن کی دولت ہوں میں
دیکھو خالق کی تیرے پاس امانت ہوں میں
میرے خالق ترا ممنون عنایت ہوں میں
دل کی غفلت کے سبب سے متہم ہوں میں
صدقہ آنکھوں کا تری شاہد قدرت ہوں میں

غزل

جناب ایچ - کے - ہربرٹ مہجور کے قلم سے

مسیحا انبیا میں تیرا رتبہ سب سے اعلیٰ ہے
تو بیٹا حق تعالیٰ کا نرا رشتہ نرالا ہے
بشر گیا ہے فرشتے تیرے آگے سر جھکاتے ہیں
اناجیل و زبور و انبیا کے کل صحیفوں میں
نہیں ممکن تو ہل سکے کسی کے پاوں دہشت
کھلے ہیں راز سربستہ اگر تیرے مقابل ہوں
تو مر کے جی اٹھا عالم میں شہرت ہو گئی تیری
عمل شیطان کا جاتا رہا جاگا وہ گھبرا کر
جہاں سے بت رفو چکر ہوئے تیری خبر سنکر
ہماری عمر کی کشتی بھنور میں بچ نکلا ہوں کے
ستایا تجھ سے محسن کو دیا تو قتل کر ڈالا
ترے بندے ترے ہو کر محشر میں جمع ہونگے

کہ تجھ پہ حق تعالیٰ نے روح کا سایہ ڈالا ہے
تجلی سے ترے رخ کی دو عالم میں اجالا ہے
ہے تیرا دبدبہ ایسا تو ایسی شان والا ہے
تیری قدرت تری حشمت تری شان کا حوالا ہے
جیسے تو نے مسیحا زندہ کیا تو نے نکالا ہے
شبہ ہیں انبیا سارے تو بس تو ہی لالا ہے
تمہارا رتبہ مسیحا ہو گیا مر کے دوبالا ہے
ضیا نے تیرے چہرے کی کیا منہ ہے کا کالا ہے
نکالا تو نے گویا بت پرستوں کا دوالا ہے
بچایا غرق ہونے سے ہمیں تو نے سنبھالا ہے
بچا ہے میرا زنا میل خشیوں میرا نالہ ہے
کہ جیسے ماہ کے چار و طرف ہوتا ہالا ہے

گنا ہ مجبور ہے تیرا ہم سب سے کتنا پڑتا ہے
تو حق تعالیٰ کا بیٹا ہے تو عالم کا اجالا ہے

غزل

نہیں آتے ہیں مسیحا لوٹ کر جانے سبب کیا ہو
جو کہ طرفِ عدم گلزارِ عالم سے نکلتے ہیں
ریاضِ آرزو وہم نے کیا سیراب اشکوں سے
خدا جانے یہ اشجارِ محبت کیسے پھلتے ہیں
لگی ہے آتشِ فرقت ہمارے حجرۂ دل میں
زباں کے ساتھ ہر ہر بات پر شعلے نکلتے ہیں
نہ پوچھو اے یار کچھ حالِ منیر اچھا ہو جیسا ہے
کسی شعلہ جبیں کی آتشِ فرقت میں جلتے ہیں

ولیم سنگھ۔ منیر۔

اجنالہ چرچ پلپٹ

ایمان

اب ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔ (عبرانیوں ۱۱: ۱)

ایمان کی اس سے بہتر تعریف میرے خیال میں دنیا میں نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ کئی اشخاص نے کوشش کی۔ لیکن اگر ہم ان کے الفاظ کو غور نظر سے دیکھیں تو معلوم ہو جائیگا کہ درحقیقت وہ تعریف انہیں الفاظ کا تغیر و تبدل ہے۔ لارڈ بیکن جیسے عالم و فاضل نے بھی اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے لیکن جو تعریف پولوس رسول کر گیا ہے اُسکی ثانی آجتک نہیں ملی۔ جیسا اُس نے کہا ہے

ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت۔ بس یہی جامع تعریف ہے۔

انسانی زندگی کو ایمان کی اشد ضرورت ہے ایمان کے سوا ہم اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ ہماری تمام جسمانی و روحانی ضروریات ایمان کی بنا پر وابستہ و منعقد ہیں غرضیکہ کل دنیوی نظم و نسق ایمان ہی کے سبب قائم ہے۔ اگر اس ایمان میں سرشتہ بھر بھی لغزش آجائے تو کل انتظام درہم برہم ہو جائے۔ ایمان ہی کے ذریعہ ہم بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ کیا وہ واقعہ یاد نہیں جب ہمارے خداوند نے انجیر کے درخت کو سوکھا دیا۔ تب اُس کے شاگرد حیران ہوئے تو اُس نے کیا کہا۔ متی کی انجیل ۲۱: ۲۰-۲۲ اگر ہمارا ایمان پختہ ہو تو ہم بڑے عجیب و غریب کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اکثر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آجکل معجزے کیوں نہیں ہوتے میں اسکی وجہ محض ایمان کی کمی سمجھتا ہوں۔ خداوند نے خود فرمایا ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔الخ بس فقط ایمان کی ضرورت ہے۔ اگر ہم انسانی زندگی کو ایک گاڑی سے تشبیہ دیں تو اُس کا ایک پہیہ ہم ایمان اور دوسرا دُعا کہینگے۔ ایمان اور دعا ہماری زندگی میں پے درپے چلتے ہیں۔ اگر ایک میں نقص واقعہ ہو تو گویا زندگی اپنے مقصدِ انتہائی دور کرنے سے قاصر رہ جاتی ہے۔ اگر ہم ایمان سے چیزیں مانگیں تو ہمیں ملجائینگی۔ لوگ اکثر اوقات کہتے ہیں کہ ہماری دعاؤں کا جواب نہیں ملتا یا ہماری مرادیں پوری نہیں ہوتیں۔ میں پھر یہی کہونگا کہ ہمارا ایمان کمزور ہے۔ یعقوب رسول نے اپنے خط کے پانچویں باب کی پندرھویں آیت میں کہا ہے؛ اسکی تصدیق کا واقعہ ہماری انجیل میں موجود ہے۔ جب خداوند یسوع مسیح کی شکل بدلی اور وہ پہاڑ سے نیچے آیا تو اُس نے اُس جگہ ایک مرگی والا لڑکا دیکھا جسے اُسکے شاگرد چنگا نہ کر سکے۔ جب اُس کے شاگردوں نے وجہ استفسار کی تو انہیں کیا جواب ملا۔ متی ۱۷: ۱۹-۲۰۔ جب اس زمانے میں وہ شاگرد جنہوں نے بعد میں بدروحوں کو نکالا محض ذرا سی کم اعتقادی کے سبب ایک بدروح کو نکال نہ سکے تو ہم کون ہیں جو خواہ مخواہ آہ و زاریاں کریں۔ ہمارے واسطے یہی کافی ہے۔ کہ ہم خداوند یسوع مسیح پر ایمان لائیں اور اپنی کل جسمانی و روحانی ضروریات کو اس کے حوالہ کر دیں اور اُسکی کہی ہوئی باتوں پر بھروسہ رکھیں اگر ہم اس پر ایمان رکھیں تو ہماری اندرونی انسانیت بدل جائیگی جیسا خداوند نے کہا یوحنا ۷: ۳۸۔ بس ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔

ایمان کا ذکر ہم پہلی بار پیدایش کی کتاب اس کے ۱۵: ۶ میں پڑھتے اس جگہ لکھا ہے "وہ ایمان لایا" اس سے پیشتر ابراہیم کس بحر بے کراں میں پڑا تھا لیکن اب ایمان کے ذریعہ سے اس نے روشنی دیکھی اور ایک وعدہ پر جو مستقبل میں پورا ہونا تھا جسے اُس نے ہنوز دیکھا تھا۔ ایمان لایا۔ بس ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد ہے۔

یسوع اپنی تعلیم میں بارہا کہتا ہے "جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا" مثلاً مرقس ۵: ۳۴ میں تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا۔ مرقس ۱۰: ۵۲ وہ اندھے سے کہتا ہے۔ جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا۔ مجھے اس وقت ایک واقعہ خصوصیت سے یاد آیا ہے۔ خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ جا رہا ہو۔ اس کے چاروں طرف بھیڑ ہے کبھی۔ اُس کے اوپر گر رہے ہیں۔ کبھی اُسے ربی ربی کہکر پکار رہے ہیں۔ بعض اُس کے آگے جا کر کھڑے ہوتے۔ گرد و نواح سے لوگ فراہم ہو رہے ہیں۔ وہ آگے جانا چاہتا ہے۔ لیکن جا نہیں سکتا وہ آہستہ آہستہ تعلیم دیتا ہوا۔ بیماروں کو اچھا کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ وہ تیز نہیں چل سکتا۔ اس کے شاگرد لوگوں کو خاموش رہنے کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن وہ ایک نہیں مانتے۔ خداوند یسوع مسیح کہتا ہے اگر یہ چپ ہو جائینگے تو پتھر چلا اُٹھینگے۔

اس وقت ایک عورت بھی دنیا میں موجود تھی۔ جو ضعیف العمر ہونے کے علاوہ بیمار اور ایک تباہ کن بیماری میں مبتلا تھی۔ اس نے کل حکیموں کا علاج کرایا لیکن تمام بے سود۔ کئی داناؤں سے مشورہ لیا لیکن رائیگاں۔ اُسے بارہ سال سے خون جاری تھا اُس نے یسوع مسیح کی بابت بھی سنا تھا۔ وہ اُسے دیکھنا چاہتی تھی۔ اُس نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا صرف نام سُنا تھا۔ اس کا ایمان اس قدر پختہ ہو گیا کہ وہ جانتی ہے کہ وہی ایک حکیم ہے جو اُسے تندرست کر سکتا ہے۔ اس کا اس قدر ایمان ہے۔ کہ اگر وہ اس کے دامن کو بھی چھوئے تو تندرست ہو جائیگی۔ وہ دوڑ رہی ہے۔ آہستہ آہستہ اور ہی ہے تیز چلنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن اتنی طاقت کہاں۔ وہ دوڑ سے خداوند

دیکھو صفحہ ۱۱



نور افشاں

مطبوعہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء

گتسمنی کا ذبح اور قربانی

گذشتہ اتوار لنکھا چرچ کی صبح کی عبادت میں پادری پی۔ بی۔ رائے صاحب پروفیسر مدرسہ علم الٰہی سہارنپور نے گتسمنی کے ذبح اور مذبوح پر نہایت مؤثر وعظ فرمایا۔ عبادتخانہ عابدوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے وعظ کی تمہید مہاتما بدھ کی زندگی کے ایک واقعہ سے اُٹھائی کہ مہاتما گھربار چھوڑ کر ایک جنگل میں تپسیا کر رہا تھا۔ شیطان نے اُس تپسیا کو بے سود کرنے کی کوشش کی۔ اُس نے اپنی خوبصورت تین بیٹیوں کو اُس پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا وہ اپنی تمام قوت و طاقت کے ساتھ مہاتما بدھ پر حملہ آور ہوئیں۔ اُن کا نام خواہش۔ رغبت اور نفرت تھا۔ مہاتما بدھ نے ان تینوں دشمنوں پر کامل فتح پائی۔ خداوند یسوع مسیح بھی گتسمنی میں اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے تابع کر کے قربان ہو گیا مسیحیوں کی مسیحیت گتسمنی کے ذبح یا اپنے آپ کو قربان کرنا ہے۔ ابتدائی مسیحی اپنے آپ کو قربان کرتے رہے اور مسیحیت پھیلتی رہی جب سے گتسمنی کے ذبح یا اپنے آپ کو مسیحی قربان کرنے سے رہ گئے ہیں تب سے مسیحیت کی ترقی بھی رک گئی ہے

ہندوستان کو کسی نئے مذہب کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس میں آگے ہی کثرت سے مذاہب موجود ہیں۔ نہ اسے نئے فلسفہ اور علم الٰہی کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں آگے ہی فلسفہ اور علم الٰہی بھرا پڑا ہے۔ نہ ہندوستان کو کسی نئی مسیحی جماعت کی ضرورت ہے۔ جو ان جماعتوں پر اضافہ ہو جو پیشتر ہی ہندوستان میں موجود ہیں۔ ہندوستان کو اگر ضرورت ہے تو نئے طرزِ عمل کی ضرورت ہے۔ ہاں مسیحی طرزِ عمل کی ضرورت ہے۔ جو گتسمنی کے باغ میں ظاہر و عیاں ہوا تھا۔ اگر ہم اس طرزِ عمل کے عامل ہو کر ہندوستان میں کام کریں تو ہندوستان جلد یسوع مسیح کے جھنڈے تلے آ جائیگا۔ یہ آپ کے وعظ کا خلاصہ ہے جس پر ناظرین کرام خود غور فرما سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں کہ اکابرینِ مسیحیت کا رُخ کدھر جا رہا ہے؟

اعتماد اور عدم اعتماد

(۱) ہم اپنے آپ پر شبہ کر سکتے ہیں۔ وہ جو اپنے دل پر بھروسہ رکھتا ہے بیوقوف ہے۔ امثال ۲۸: ۲۶۔ گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں۔ لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا۔ متی ۲۶: ۳۳۔

(۲) ہم انسان پر شبہ کر سکتے ہیں۔ لعنت اس انسان پر جو انسان پر بھروسہ رکھتا ہے۔ یرمیاہ ۱۷: ۵۔

(۳) ہم دنیا پر شبہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ روپیہ کی محبت ساری بُرائی کی جڑ ہے۔ ۱ تمط ۶: ۱۰۔ کیونکہ ریاکار نے ہر چند کہ نفع حاصل کیا۔ پر جس وقت کہ خدا اُس کی جان لے اُسکو امید کیا؟ ایوب ۲۷: ۸۔ اور دُنیا کا فکر اور دولت کا فریب اور اور چیزوں کا لالچ داخل ہو کر کلام کو دبا دیتا ہے۔ اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے۔ مرقس ۴: ۱۹۔

(۴) ہم خدا کی نسبت کوئی شبہ نہیں کر سکتے۔ ارے آؤ چکھو اور دیکھو خداوند مہربان ہے۔ مبارک ہے وہ آدمی جس کا بھروسہ اُس پر ہے۔ زبور ۳۴: ۸۔

(۵) ہم یسوع مسیح کی بابت شبہ نہیں کر سکتے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ مجھ پر بھی ایمان رکھو۔ یوحنا ۱۴: ۱۔

(۶) خدا کے کلام پر شبہ نہیں کر سکتے۔ تیرا کلام میرے پاؤں کا چراغ اور میری راہ کی روشنی ہے۔ زبور۔

(۷) شبہات کی بابت آگاہی۔ جس نے خدا کا یقین نہیں کیا۔ اُس نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا۔ ۱ یوحنا ۵: ۱۰۔ خبردار تم میں سے کسی کا ایسا بُرا اور بے ایمان دل نہ ہو جو زندہ خدا سے پھر جائے۔ عبرانی ۳: ۱۲۔

نوٹ۔ دنیا میں تمام بدکاری اور بُرائی کے تین چشمے ہیں۔ جن میں پہلا چشمہ خود اعتمادی کا ہے۔ دوسرا دوسرے انسانوں پر بھروسہ اور اعتماد کرنے کا ہے۔ تیسرا چشمہ دولت و دنیا پر بھروسہ اور اعتماد کرنے کا ہے۔ انہیں تین چشموں سے وہ تمام برائی نکلتی رہتی ہے جس کے رو سے انسان زندگی بھر روتا رہتا ہے۔ بذاتہٖ نہ انسانی خودی بُرائی ہے۔ نہ انسان انسان کے لئے بُرا ہے۔ نہ دنیا کی دولت اور نعمت بُری ہے۔ بُرائی اس اعتماد سے پیدا ہوتی ہے۔ جو انسان ان چیزوں پر کیا جاتا ہے۔ اس اعتماد سے یہ چیزیں خدا کی جگہ لے لیتی ہیں۔ اس سے انسان خود پرست و غیر پرست و دنیا پرست بنجاتا ہے۔ اور اُس کا اعتقاد و اعتماد خدا پر نہیں رہتا ہے۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔

خدا پرست لوگ اپنی خودی اور اپنے دوستوں کو رکھتے ہوئے۔ اپنی دولت و دنیا کو رکھتے ہوئے۔ خدا پر۔ خدا کے مسیح پر۔ خدا کے کلام پر اعتماد و اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ اپنی خودی کو اور اپنے دوستوں کو اور اپنی دولت و دنیا کو خدا کے جلال کے واسطے خرچ کرتے ہیں۔ وہ کبھی خدا کو اور یسوع مسیح کو اور خدا کے کلام کو پہلی تین چیزوں پر قربان نہیں کرتے ہیں۔ ناظرین کرام آپ کن میں ہیں۔ خدا پرستوں میں یا خود پرستوں میں؟ آپ کے شبہات کا رشتہ کس سے ہے؟ اپنی خودی سے ہے یا خدا سے ہے؟ کلام ربانی تمہاری ہدایت کے لئے موجود ہے۔ اسے پڑھ کر ہر ایک ناظر اپنی بابت اور اپنے خدا کی بابت نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور اس بات کو بخوبی دیکھ سکتا ہے کہ اُس کا اعتقاد و اعتماد کس پر ہے؟

ہمارے مسیحی شعراء اور بچے

ہم اپنے مسیحی شعرائے نامدار و شیریں مقال کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ وہ مسیحی بچوں اور لڑکے لڑکیوں کی روحانی اور جسمانی اور علمی و اخلاقی تندرستیوں کی موافقت کی طرف اپنی اپنی توجہ کو مبذول فرمائیں خصوصاً دیہاتی بچوں اور مسیحیوں کا خیال فرما کر ایسا نظمی کلام مرتب کریں۔ جو بچوں کی طبیعتوں کے لئے موزوں اور مفید ہو کہ وہ اُسے خواہ مخواہ سیکھنے اور گانے کے شائق ہوں۔ ان کی طبیعتوں

اور مسلمانوں کے ... خوق ہو۔ اس میں کچھ ایسی خیرینی اور بھر نگ پائی جائے کہ بچے اُن نظموں کو سیکھنے اور یاد کرنے اور گانے کے لئے بے قرار ہوں۔ عبارت کی جاذبگی اور عمدگی کچھ اس قسم کی ہو اور نظموں کے دیسی بحر و وزن کچھ اس انداز کے رکھے جائیں کہ ان کی طبیعتوں سے اُن کی مطابقت ہو۔ اُنہیں یاد کرنا آسان ہو۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے مسیحی شعرا ہماری اس التماس پر غور فرمائینگے۔ اور اس ضرورت کو رفع کرینگے جسکا احساس شہری اور دیہاتی مسیحی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔

ہندو مسیحی یا ہندی مسیحی

ناظرین کرام کو یہ بات عجیب و غریب معلوم ہوگی کہ جہاں ہندوستان کے ہندو اور مسلم اکابرین نہایت اہم قومی اور مذہبی خدمات انجام دینے میں معروف ہیں وہاں ہندوستان کے مسیحی ایک نئی بحث و تمحیص سے اُلجھے ہیں۔ کہ ہم "ہندو مسیحی" کہلائیں یا "ہندی مسیحی"؟ ابتداء میں یہ بحث بالکل فضول اور بیکار سی معلوم ہوتی ہے۔ پر در اصل ایسا معاملہ نہیں ہے کیونکہ پہلے تو ہندی مسیحی مشہور تھے۔ اب ہندو مسیحیوں کی ہستی نمودار ہونے لگی ہے۔ جو نہایت دلیری سے کہتے ہیں۔ بلکہ گرجوں کی پلپٹوں سے منادی کرتے ہیں کہ ہندوستان میں جو مذاہب موجود ہیں وہ کافی ہیں۔ اور جو فلسفہ موجود ہے وہ کافی ہے۔ ہندوستان کو مسیحی مذہب کی ضرورت نہیں ہے مسیحی فلسفہ کی ضرورت نہیں ہے مسیحی علم الٰہی کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ اس بات کی ضرورت ہے کہ موجودہ مذہبی جماعتوں میں ایک نئی مسیحی جماعت کا اضافہ کیا جائے کہ وہ پہلی جماعتوں سے جدا مسیحی جماعت کی ہستی بنائے بلکہ ہندوستان کو اگر کسی بات کی ضرورت ہے تو مسیحی طرز عمل کی ضرورت ہے اور بس۔ یہ باتیں مسیحی ذمہ وار اصحاب کی ہیں جن سے "ہندو مسیحی یا ہندی مسیحی" کی بحث مسیحیوں کے لئے نہایت اہم بنجاتی ہے اور ہندوستان کے ۵۰ لاکھ عیسائیوں کی زندگی اور موت کا سوال بنجاتا ہے۔ اگر یہ سوال مسیحیوں کے حل کرنے کا نہ ہو تو اس سے بڑھکر دوسرا اصل طلب کونسا سوال ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے ناظرین کی

توجہ اُن مضامین کی طرف مبذول کراتے ہیں جو پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے اور مسٹر جے ڈانیل صاحب ہیڈ مشن سکول گجرات کی قلم گوہر رقم سے لکھے جارہے ہیں اور نور افشاں میں نکل رہے ہیں۔ مزید براں اُن مضامین کو بغور سے پڑھنا چاہئے جو عنوان بالا کی ذیل میں شائع ہو رہے ہیں۔

مشرق قریب کے یتیم بچوں کے لئے امداد کی اپیل

۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کے اتوار کے چندہ کیلئے درخواست

دنیا میں صلح و سلامتی کے دوستوں کی طرف سے گولڈن رول سنڈے کے نام سے ایک اپیل شائع کی گئی ہے کہ ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کا چندہ مشرق قریب کے یتیم بچوں کے لئے دیا جائے۔ یہ یتیم بچے وہی آرمینین اور اسیرین بچے ہیں جنکے والدین اور خاندان اور گھر بار جنگ گذشتہ کی آگ میں فنا ہوئے تھے۔ یہ بچے ابھی تک ہمدردان بنی آدم کی ہمدردی اور مہربانی کے سخت محتاج ہیں۔ اور ہنوز سن بلوغت کو نہیں پہنچے ہیں۔ کل ۱۳۳۵۳۲ بچے نیر ایسٹ ریلیف کی نگرانی میں تھے۔ جن میں سے ایک ملین بچے بچ گئے ہیں۔ اغلباً وہ اپنا کاروبار کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ ہنوز ...۳۵ بچے باقی ہیں جنکی حفاظت و پرورش کی سخت ضرورت ہے۔

ان بچوں کی مدد کے لئے پیشتر بھی نور افشاں کے دوستوں نے اپنی دریا دلی سے مدد فرمائی تھی۔ ایک دفعہ پھر انہیں بچوں کی مدد کے لئے اپیل کی جاتی ہے کہ ناظرین کرام اور تمام مسیحی جماعتیں ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کے اتوار کا چندہ ان یتیم بچوں کی امداد کے لئے وقف فرما کر پادری ڈبلیو۔ جے کلارک۔ ایم۔ اے مینیجر نور افشاں نولکھا لاہور۔ کے نام روانہ فرمائیں۔ اہل توفیق سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس اپیل پر ضرور غور فرمائینگے۔

لاہور۔ ۱۰ اکتوبر۔ جنوبی افریقہ کا وفد کل دہلی پہنچ گیا ہے۔ اسٹیشن پر ڈپٹی کمشنر اور تعلیمی کمشنر استقبال کے لئے موجود تھے۔

بائبل اور مُسلم علماء

قبلہ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے آپ کی کتاب "بائبل اور مُسلم علماء" کو من ابتداء الی انتہا مکرر سہ کرر پڑھا۔ اس تازہ تصنیف پر میں آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ کتاب کیا ہے۔ بحل بصیرت افروز۔ و آئینہ انارت اندوز ہو۔

جسکے نیا پاریوں سے یقیناً بہت سے دل منور اور بہت سے پراگندہ خاطر متاثر ہونگے۔ خدا آپ کو جزای خیر دے اور ہماری آبائی قوم کو توفیق عنایت کرے کہ وہ آپکی اس جامع اور مانع کتاب کو پڑھکر انو من بعض و تکفیر بعض کے ایاد سے امون اور مصئون ہوں۔

سلطان

ہندو مسیحی بجائے ہندی مسیحی

وہ ہے ویدوں سے منکر اور یہ ہے انجیل کا دشمن
خدا جانے نبھیگی کس طرح ہندو مسیحی میں

ہندوستان کو گہوارۂ مذاہب کہا جاتا ہے۔ اور اس میں مختلف ادیان کے پیرو آباد ہیں۔ جن میں سے دو بڑے ہندو دھرم اور اسلام ہیں۔ اور دنیا بھر کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ ان ہر دو مذاہب کے معتقدین کے درمیان صدہا سالوں سے اکثر جنگ و جدال چلا آتا ہے۔ اور جو لوگ ہندوستان کی امن و فلاح کے دل سے خیر خواہ ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تا وقتیکہ تمام ہندوستانیوں کا ایک ہی مذہب نہ ہو ان میں حقیقی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ افواج اور اسلحہ جات سے تو سلطنت انگریزی کے ماتحت جنگ کرنا ناممکن ہے تاہم متعدد بار یہ دونوں مذاہب ان دنوں سب سے بڑے جنگ یعنی گاؤ کشی اور مسجد کے سامنے باجہ نوازی پر ایک دوسرے کا سر پھوڑنے میں مشغول ہیں۔ اور دونوں یہی سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے دھرم اور مذہب کی خاطر ایسا کرنے پر مجبور ہیں اس کو ہندو مسلمانوں کا جنگ کہا جاتا ہے۔ اس سے ثابت

ہوا کہ ہندو باشندگان ہند کا ایک جزو ہیں نہ کل۔ لہٰذا جملہ باشندگان ہند ہندو نہیں ہیں

ہند کا ہر مسیحی ہندی ہے

ہندوستان میں دیگر مذاہب کے پہلو بہ پہلو مسیحی دین بھی اپنی زندگی کا ثبوت دے رہا ہے۔ مسیحی صرف وہی ہے جو مسیح پر ایمان رکھے۔ ہندو۔ جینی۔ سکھ۔ پارسی اور مسلمان وغیرہ غیر مسیحی مذاہب کے پیرو مسیحی نہیں کہلا سکتے ہاں مسیحیت کے دائرہ میں مسیحیوں کے متعدد امتیازی نام ہیں۔ مگر کوئی ایسا نام کسی غیر مسیحی مذہب سے منسوب نہیں ہو سکتا۔ قوم۔ ملک وغیرہ سے منسوب مثل عراقی۔ یونانی۔ ہندی اور مشن وفرقہ سے منسوب مثل رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اور سریانی ونسطوری وغیرہ مسیحیوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ چونکہ یہ غیر مسیحی مذاہب سے منسوب تخصیصات وامتیازات نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ناجائز نہیں۔ مگر

ہندو مسیحی

میں ہندو کی امتیازی تخصیص بربنائے مذہب ہے۔ اس لئے ہمارے دوست مسٹر یو۔ ڈی۔ جیکب اسے "بہمعنی" قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہے کہ یا تو کوئی شخص ہندو ہو یا مسیحی مگر "ہندو مسیحی" ہونا ناممکن ہے۔ اور یہ ہے بھی سچ کیونکہ ہندو سے مراد ایک خاص مذہب کے پیرو ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں ہندو بھی ہو اور مسیحی بھی۔

بعض اصحاب یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ "ہندو مسیحی" ایک مسیحی کا جائز نام ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ

(۱) ہندو کسی مذہب کا نام نہیں۔

(۲) ہندو میں واؤ تبلیکی ہے۔ جیسے بربھواور سکھو میں واؤ کے معنی "والے" کے ہیں

(۳) ہندو مسیحی کے اصلی معنی ہیں ہندو الا مسیحی۔

(۴) ہندو مسیحی کے معنے یہی ہیں کہ وہ ہندوؤں میں سے مسیحی ہوا ہے۔ اور وہ اپنی پرانی برادری چھوڑ کر اس نئی برادری میں شریک ہو کر مسیحیوں سے مل گیا ہے۔

لہٰذا یہ سرچہار امور تنقیح طلب ہیں جن پر اس قضیہ کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ ان چاروں کے جواب میں ہم عرض کرتے ہیں کہ

(۱) شق دوم وسوم کی تردید آریوں کے رئیس اعظم پنڈت لیکھرام نے یوں کردی ہے۔ کہ

سنسکرت کے ستھان (جگہ) سے ستان بنا ہے۔ عربستان۔ افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ نخلستان۔ بلوچستان۔ ترکستان۔ گلستان۔ بوستان۔ دبستان۔ تاکستان نخلستان وغیرہ کی مثال ہندوستان بھی ہے (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۰) اس سے ثابت ہے۔ کہ ہندوستان کے معنی ہندو کی جگہ کے ہیں۔ اور جب تک گل اور تاک نہ ہوں کوئی جگہ گلستان وتاکستان نہیں ہو سکتی اسی طرح ہندو نے اس ملک کو ہندو بنا دیا۔ لہٰذا ہندو مسیحی کے اصلی معنی یہ نہیں ہیں کہ ہند والا مسیحی ہے۔ بلکہ کچھ اور۔

(۲) لہٰذا تیسری شق کی بھی تردید ہو گئی کہ "ہندو مسیحی کے اصلی معنے مسیحی ہیں ہند والا مسیحی"۔

کیا ہندو مذہب ہے

شق اول کے متعلق یہ عرض ہے کہ قدیم اس مذہب کا نام معروف العام ہندو ہی ہے۔ اور کم از کم اس سے کوئی بھی صاحب عقل وانصاف انکار نہیں کر سکتا کہ ہندو سے مراد ایک خاص ہندو دھرم کا پیرو ہے۔ نہ کہ "ہند والا"۔ اور اگر بالفرض ہندو کے معنی ہند والا ہوں تو ہر وہ شخص جو ہند میں رہے بلا لحاظ مذہب ہندو ہوگا۔ مگر ہند والے ہونے کے باوجود کوئی مسلمان۔ ہندو مسلمان۔ کوئی سکھ ہندو سکھ کوئی بدھ ہندو بدھ اور کوئی جینی ہندو جینی نہیں کہلاتا۔ لہٰذا ہندو کے معنی ہند والا نہیں ہیں۔

پھر سکھوں نے ایک رسالہ "سکھ ہندو نہیں ہیں" کے نام سے شائع کیا اور ثابت کیا ہے کہ سکھ ہندو نہیں۔ تو اگر ہندو کے یہی اصلی معنی ہوں کہ وہ ہند والا ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ سکھ ہند والے نہیں ہیں۔ مگر یہ غلط ہے کیونکہ سکھ ہندوستان کے ہی باشندے ہیں۔

نیز سنگٹھن کے حامی ہندو اخبارات آئے دن گلا پھاڑ رہے ہیں کہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے۔ اس لئے یا تو سب باشندگان ہند شدھ ہو کر ہندو ہو جائیں ورنہ ہند سے باہر نکال دیئے جائیں۔ اور یہ چیلنج اسلام اور مسیحی وغیرہ غیر ویدک ادیان کو دیا جا رہا ہے۔ اگر ہندو کے معنی ہند والا ہو تو سنگٹھن اعلان کا یہ مطلب ہوگا کہ ہند کے تمام رہنے والے ہندو یعنی ہند والے ہو جائیں۔

حضرت ممتؔ نے کچھ عرصہ ہوا نورافشاں میں مسیحیوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ۔

ہندو اُٹھے تو وید بانی سے لگے
مسلماں اُٹھے تو نماز خوانی سے لگے

کچھ نہ پوچھو مسیحی کی حالت
صبح اُٹھتے ہی چائے دانی سے لگے

یعنی ہندو وہ ہے جو ہر صبح اُٹھکر وید بانی میں مشغول ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان نماز گذارتا ہے۔ مگر مسیحیوں کو دین سے زیادہ محبت نہیں۔

پنڈت لیکھرام صاحب کلیات آریہ مسافر میں لکھتے ہیں کہ

"پادری ٹامس ہاول کا یہ کہنا کہ اس پنجاب میں بھی کھیتی کرنے والے ارائیں کہلاتے ہیں غلط ہیں۔ ارائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے ہندو کوئی نہیں"۔

مندرجہ بالا تمام حوالجات سے ثابت ہو گیا اور کچھ بھی شک نہ رہا کہ ہندو سے مراد **ایک خاص غیر مسیحی دھرم کے پیرو** ہیں نہ کہ "ہند والے"۔ اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہندو مسیحی کے اصلی معنے ہیں ہند والا مسیحی۔ وہ یہ کہکر

اپنی تردید آپ ہی

کر دیتے ہیں کہ ہندو مسیحی کے معنی یہی ہیں کہ وہ ہندوؤں میں سے مسیحی ہوا ہے اور وہ اپنی برادری چھوڑ کر اس نئی برادری میں شریک ہو کر مسیحیوں سے مل گیا ہے۔ واہ کیا تماشا ہے کہ ہندو کے معنی ہیں ہند والا اور پھر ہندو کے معنی ہیں ہندوؤں میں سے مسیحی ہونے والا جو کہ اپنی برادری چھوڑ کر نئی برادری میں مل جاتا ہے۔ ہندو مسیحی کے معنی (مطابق شق ۴) یہ ہونے چاہئیں کہ "وہ ہند والوں میں سے مسیحی ہوا ہے"۔ مگر یہ سچ ہے کہ وہ یہ نہیں کہتے۔ کیونکہ ہند والوں میں تو تمام مذاہب کے



پیرو شامل ہیں۔ مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہندو مسیحی وہ ہے جو ہندوؤں میں سے مسیحی ہوا ہے۔ وہ اپنے ہی منہ سے اپنے اس دعوے کی تردید کرتا ہے کہ ہندو کے معنی ہیں ہند والا"۔ اور تمام دعویٰ رد ہو گیا۔

ہندی مسیحی

جہاں تک لغت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ کتب و اخبارات کو پڑھا اور ہندو دوستوں سے دریافت کیا جاتا ہے کہیں بھی لفظ ہندو لفظ ہندی کا مترادف نہیں پایا جاتا۔ ہندی یا ہندوستانی مسیحی کے معنی بیشک ہندوستان کا رہنے والا مسیحی ہیں۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہندو سے مراد ایک خاص غیر مسیحی مذہب کے پیرو اور ویدوں کے معتقد نہیں وہ حوالہ پیش کرے یا اپنی تحریر کو واپس لے۔

کہ بہ یاں توی باید دعویٰ
نہ رگہا ے گردن بحجت قوی

مسٹر حبیب کا یہ کہنا بالکل درست دیکھا ہے کہ ہندو کسی قوم کا نام نہیں۔ ہاں ہندوستانی ضرور ایک قوم ہے۔ میں نے کبھی کسی بدھ مت کے پیرو کو اپنے آپ کو ہندو کہتے نہیں سنا اور نہ ہی کسی مسلمان کو اس (یعنی ہندو) نام سے اپنے آپ کو نامزد کرتے دیکھا"۔ نہ کوئی ہندو مسیحی ہے اور نہ کوئی مسیحی ہندو۔ پارسائی اور رندی کی طرح مسیحیت و ہندویت میں کوئی موافقت نہیں ہو سکتی۔

اگر ہند جائے ہم رندوں میں سکر خوب ہے زاہد
یہ غرہ پاک بازی کا۔ یہ دعوے پارسائی کا

اگر ہندو مسیحی اپنے ہندوؤں میں سے آنے کی خصوصیت کے افتخار سے لپٹے رہیں گے تو مسلمان مسیحی۔ سکھ مسیحی۔ آریہ مسیحی۔ سناتن مسیحی۔ جین مسیحی۔ پارسی مسیحی وغیرہ سینکڑوں تفرقے پیدا ہو جائیں گے۔ جو کہ بالکل ہماری کلیسیا میں رونما نہیں ہونے چاہئیں۔ ہم اس بات سے خوب آگاہ ہیں کہ بعض منچلے ہندو مسیحی ایسے بھی ہیں جو گرجاؤں میں ویدوں کی تلاوت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ مگر ابھی ہندی مسیحیوں میں اس قدر غیرت مذہبی و حمیت دینی موجود ہے کہ وہ مسیحیت کو کسی مذہب سے ملوث کرنا گوارا نہیں کرتے۔ آخر میں ہم صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم ہندی مسیحی تو ہیں مگر ہندو مسیحی ہرگز نہیں

فعان

مسیحیت کی تجدید
اور
تاریخ کلیسیائے ہند کا ایک ورق

گذشتہ سے پیوستہ

سنہ ۱۶۲۳ء میں ڈی نوبلی نایک راجہ کی ملاقات کو گیا جو اسکو ملکر بڑا خوش ہوا۔ اس نے ڈی نوبلی سے سنسکرت۔ تامل۔ اور تیلگو زبانوں میں پڑھنے کی درخواست کی۔ ڈی۔ نوبلی نے ایذا رسانیوں کے بند کئے جانے کی بابت عرض کی اور راجہ نے اُس کو اجازت دی کہ اسکی مملکت میں جہاں اسکی مرضی ہو رہائش اختیار کرے اور مسیحیت کی اشاعت کرے۔ اُس نے حکم دیا کہ جو اشیاء اُن کی لوٹی گئی تھیں وہ اُن کو واپس دی جائیں اور وہ مہینہ میں ایک دفعہ دربار میں حاضر ہوا کرے۔ پھر اُسکو خلعت دیکر واپس کیا۔

پنڈتوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ ڈی نوبلی کو جادو کے زور سے مار ڈالا جائے پس اُنہوں نے ایک پنڈت کو جو اس علم میں یکتائے زمانہ تھا بلا بھیجا۔ ایک دن مقرر کیا گیا اور سب خلقت وہاں جمع ہو گئی تاکہ دیوتاؤں کے غضب کو دیکھے۔ جادوگر بڑی نخوت کے ساتھ ڈی نوبلی سے پیش آیا اور اُس نے اُس پر جادو کرنا شروع کیا۔ اُس نے ہزار ورد مارا۔ ریت میں کئی شکلیں بنائیں۔ ہوا میں کئی چکر دیئے لیکن ڈی نوبلی پر خاک اثر نہ ہوا۔ اب جادوگر کی رسوم اور بھی شور و غل کے ساتھ ہونے لگیں۔ جادوگر کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اُس کی آنکھیں آگ کی طرح چمکنے لگیں اُس نے دانت پیسے شور مچایا۔ اور ہاتھ پاؤں اور ماتھے کو زمین پر ہزار رگڑا۔ لیکن سب بے اثر ثابت ہوا۔ ڈی نوبلی نے اس سے پوچھا "تم کیا تماشہ کر رہے ہو"۔ وہ جواب میں جادوگر کے فقرات بڑے زور شور سے چلا چلا کر پڑھنے لگا۔ ڈی نوبلی نے اس کو کہا "تم کیوں خواہ مخواہ چلا کر اپنا گلا خراب کر رہے ہو"۔ جادوگر نے کہا "تم دیوتاؤں کا مذاق کرتے ہو اب تمہاری موت آپہنچی"۔ اور کالا سفوف ہوا میں پھینک کر ڈی نوبلی کی طرف دیکھنے لگا کہ اب گرتا ہے۔ لیکن جب ڈی نوبلی پر کچھ اثر نہ ہوا تو جو خلقت اُس کے گرد جمع تھی اُس کا مضحکہ اُڑانے لگی۔ اور وہ اپنا جادو کا سامان وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ڈی نوبلی نے وہیں انجیل جلیل کی بشارت کا پیغام سنایا۔ اور لوگ اسکو ایک دیوتا خیال کرنے لگ گئے۔

بیالیس سال تک ڈی۔ نوبلی سنیاسی کی طرح زندگی بسر کرتا رہا۔ اور یہ برس مصائب اور تکالیف اور ایذاؤں میں گذرے۔ اس پر وہ ریاضت اور نفس کشی بھی کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ عمر رسیدہ ہو گیا تو تقریباً اندھا تھا۔ اور اُس کے بدن میں زندگی نام کو ہی تھی۔ انجمن عیسوی نے سنہ ۱۶۴۸ء میں اُسکو لنکا کے تبلیغی مقامات کا افسر اعلیٰ بنا کر وہاں تبدیل کر دیا۔ لیکن وہ ہندوستان کے لئے تڑپتا رہتا تھا۔ لہٰذا اس کو مقدس توما کی جائے شہادت مائلاپور میں واپس روانہ کر دیا گیا۔ تاکہ اپنی زندگی کا آخری حصہ وہاں بسر کرے۔ چار برہمن اُس کے ساتھ بطور منشی کے رہتے تھے۔ "مقدس باپ" کو گود میں اُٹھا کر گرجا گھر عبادت کے لئے لے جاتے تھے اُس نے اپنے واسطے قلعہ کے باہر ایک کوٹھڑی بنوائی جہاں وہ اپنے برہمن خدام کے ساتھ رہتا تھا۔ اب وہ زیادہ نفس کشی کرنے لگ گیا۔ اور دن میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتا تھا۔ اور باہر نہیں نکلتا تھا وہ بالکل اندھا ہو گیا۔ اور بالآخر ۱۶ فروری سنہ ۱۶۵۶ء میں اسی سال کی عمر کے بعد یہ سن رسیدہ مبلغ اپنے منجی کے پاس چلا گیا۔

ڈی نوبلی خداوند میں سو گیا لیکن اس کے تبلیغی طریقے رائج ہو گئے اور ترقی کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب رومی کلیسیا میں سے بہترین مبلغین کو ہندوستان روانہ کرتی تھی۔ فرانسس زیویر

کا نام جادو کا اثر رکھتا تھا۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنے اور جنوبی ہند میں جہاں اس نے انجیل کی اشاعت کی تھی کام کرنے کی خواہش ان مبلغین کے دلوں میں موجزن تھی۔ اور اب ڈی نوبلی کی جان نثاری اور اُس کی تبلیغی مساعی کا خیال ہر قابل مبلغ کو جنوبی ہندوستان کھینچ بلاتا تھا۔ غالباً کوئی ملک ایسا نہیں جس میں یکے بعد دیگرے جنوبی ہند سے زیادہ قابل ترین اشخاص انجیل کی اشاعت کے لئے گئے ہوں۔ ڈی نوبلی کے بعد جان ڈی برٹو وہاں کام کرنے کو گیا۔ یہ شخص پرتگیز امیر اور ایڈمرل کے وائسرائے کا بیٹا تھا۔ وہ لزبن میں ۱۶۴۷ء میں پیدا ہوا تھا۔ فرانسس زیویر کی طرح ڈی برٹو نے بھی اپنے لڑکپن کے دن دربار میں بطور شاہی مصاحب کے کاٹے۔ لیکن ۱۶۶۲ء میں جب وہ ابھی سولہ سال کا بھی نہ تھا۔ اس نے مشرقی دنیا کی بلاہٹ سنی اور انجمن یسوعی میں ہندوستان آنے کے لئے داخل ہو گیا۔ گیارہ سال تک وہ انجمن مذکور میں تعلیم پاتا رہا۔ انہی دنوں میں ایک دفعہ اُس نے انجمن یسوعی کے افسر اعلےٰ کو لکھا۔ "ہندوؤں کی نجات کی خاطر اپنے آپ کو مخصوص کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ خواہش مجھے اندر ہی اندر جلا رہی ہے۔ میں حضور والا سے منت کرتا ہوں کہ مجھے کسی اور ملک میں نہ بھیجا جائے"۔ بہت اشخاص نے اسکو اس خیال سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اُسکی ماں نے اسکی منت کی۔ اسکے بادشاہ نے اُسکو منع کیا۔ پوپ صاحب نے بھی بہتیرا سمجھایا لیکن وہ کسی کی نہ مانا۔ جس نے خدا کی آواز کو اسے ہندوستان بلاتے سُنا تھا۔ اور یہ اس کے لئے کافی تھا۔ اُس نے یہی جواب دیا میں وہاں جا رہا ہوں جہاں خدا مجھے بلاتا ہے۔ اور خدا کی آواز کے سامنے آدمی کی بات میں ہرگز نہیں سنونگا۔۔ ممکن ہے کہ میرے لئے ہندوستان کا راہ بہشت کا راہ ہو۔ خدا نے مجھے سفر کرنے کا یہ موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اور اگر اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے دوں تو ممکن ہے کہ مجھے اور موقع نہ ملے اور میرے لئے بہشت میں جانے کا راہ بند ہو جائے۔ میں جانتا ہوں کہ خدا مجھے بلا رہا ہے۔ اسوقت اسکی عمر تقریباً ۲۰ سال کی تھی اور

اس نے ڈاکوسٹا کے ہمراہ مالابار جانے کی تیاری مکمل کر لی۔ اس خاندان نے اسکو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ جہاز کے ایک کونہ میں چھپ گیا۔ تین سال تک وہ گوآ میں ریاضت اور نفس کشی میں مشغول رہا۔ یہاں وہ زبانوں کا مطالعہ کرتا رہا اور غریبوں کے لئے دریوزہ گری کرتا تھا۔ گوآ سے وہ مدورا آ گیا اور وہاں سرگرمی سے کام کرتا رہا۔ ایک دفعہ وہ ایک گاؤں میں گیا جہاں پہلے کسی مسیحی نے قدم نہیں رکھا تھا۔ وہاں کے برہمنوں نے رات کے وقت اس پر حملہ کیا اور قید کر لیا۔ قید خانہ میں دو دفعہ وہ اُسکو قتل کرنے لگے۔ لیکن دونوں دفعہ خدا نے اُسے بچا لیا۔ بالآخر انہوں نے اُسکو عذاب دیکر چھوڑ دیا۔ اسکے بعد ڈی برٹو وہاں سے مراوا کو گیا جہاں ستر سال تک کوئی مبلغ نہیں گیا تھا۔ جب وہ شہر کے نزدیک گیا تو سپاہیوں نے اُسکو پکڑ کر راجہ کے حضور پیش کیا۔ اُسکو پابزنجیر کر کے درختوں سے باندھ دیا۔ اور وہ ایک رات اور دن اسی عذاب میں رہا۔ پھر اُسکے کندھوں سے رسی باندھ کر اُسکو پانی میں کئی بار ڈبویا گیا پھر پانچ اور مسیحیوں کے ساتھ اسکو کالیار کوئل کے بڑے مندر میں لے جا کر اس کے ہاتھ اور پاؤں دو رسیوں سے باندھ کر اُن کے ذریعہ درخت کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔ اور اسی حالت میں وہ کئی دن رہا۔ پھر انہوں نے اُن کو اندھیری کوٹھڑی میں بند کر کے گیارہ دن تک ایک مٹھی بھر چاولوں کی خوراک پر رکھا۔ اور پھر وہ ان مسیحیوں کو نوسلی تک کشاں کشاں لے گئے۔ اور حکم دیا کہ شیو سے دعا کریں۔ لیکن اُنہوں نے یہ بات منظور نہ کی۔ اس پر وہاں کے فوجی افسر نے اُن کو خوب پیٹا۔ جب اُس نے ڈی برٹو کے ایک گال پر طمانچہ مارا تو اُس نے دوسری گال بھی پھیر دی۔ اس پر یہ فتوےٰ دیا گیا کہ اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں اور وہ زندہ لکڑیوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اور دیگر مسیحیوں کی بابت یہ حکم ملا کہ اُن کے ایک ہاتھ ایک پاؤں۔ دونوں کان ناک اور زبان کاٹ کر اُن کو واپس اُن کے گھروں میں بھیجا جاوے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہوں۔ جلادوں نے اُن کو

ایسا پیٹا کہ اُن کے عضو عضو سے خون بہنے لگا۔ ڈی برٹو ایک ایسی چٹان پر لٹایا گیا جس کے پتھر نہایت تیز تھے اور آٹھ آدمی اس پر چڑھ کر اسکو لتاڑتے رہے یہاں تک کہ اُن تیز پتھروں نے جسم میں چبھ کر اُسکو لہولہان کر دیا۔ اور شام تک اس کو آفتاب کی گرمی میں رکھا اور پھر اسکو اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اس کے چند روز بعد جب جلاد اس کا کام تمام کرنے گیا تو دفعۃً راجہ نے فوجی افسر کو بلا بھیجا کیونکہ اُس نے راجہ کے ساتھ سازش میں حصہ لیا تھا اور یوں ڈی برٹو کی جان بچ گئی۔ کئی دن تک وہ تذبذب میں رہا اور پھر اُسکو راجدھانی میں لے گئے۔ اور وہاں ایک کوٹھڑی میں قید رہا۔ برہمن اُس کے ساتھ بحث کرنے لگے۔ اور اگرچہ زخموں اور ایذاؤں کی وجہ سے وہ بے حال ہو رہا تھا۔ تاہم بڑی ہمت اور دلیری سے وہ اُن کے ساتھ بحث کرتا رہا۔ راجہ نے اُسکو دربار میں بلایا اور اس کے ساتھ گفتگو کی اور اُسکی جان بخشی کر دی۔ لیکن چونکہ وہ بت پرستی توڑ تا اور کثرت ازدواجی کے خلاف برتتا تھا۔ اُسکو حکم دیا کہ وہ اس راج میں ہرگز منادی نہ کرے ورنہ قتل کیا جائیگا۔

جنوبی ہند کی تاریخ میں یہ زمانہ خانہ جنگی کا زمانہ تھا۔ پرانی ہندو سلطنت متنزل ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اور اُن کے راجہ ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے رہتے تھے اور چونکہ کوئی زبردست ہاتھ ان کی روک تھام کرنے والا نہ تھا وہ اپنی اپنی رعایا پر ہر طرح کا ظلم روا رکھتے تھے۔ مسیحی کلیسیا کے لئے یہ دن بڑی مصیبت کے ایام تھے۔ برہمن اکثر راجوں کو مسیحیوں کے خلاف اُکساتے رہتے تھے اور مسیحیوں کا قتل عام ہو جاتا تھا۔ اُن کے اعضا کاٹے جاتے تھے اور ان کو عموماً سخت ایذائیں دیکر غذاب سے مارا جاتا تھا۔ آجکل جب مسیحی کلیسیا چین سے زندگی بسر کرتی ہے لازم ہے ہم ان شہیدوں کی یاد کو فراموش نہ کریں جو گو گمنام ہیں۔ تاہم اُن کے نام کتاب حیات میں درج ہیں۔

ان واقعات کے دس سال بعد ڈی برٹو کو مدورا کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا اور پھر چھ سال کے بعد اسکو پرتگال بھیجا گیا تاکہ دیگر مبلغین کو آنے کی ترغیب دے جب اس نے یہ حکم سنا تو وہ افسر اعلیٰ کے قدموں پر گر پڑا اور عاجزی سے التجا کی کہ اسکو پرتگال جانے سے معذور رکھا جائے کیونکہ اس نے خدا کے سامنے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہندوستان سے کبھی جدا نہ ہوگا لیکن اسکی کسی نے نہ سنی اور اسکو ۱۶۸۸ء میں طوعاً و کرہاً پرتگال جانا ہی پڑا۔ جہاں دو سال تک رہا۔ وہاں ہر شخص خواہ چھوٹا خواہ بڑا اس کے دیدار کا مشتاق تھا۔ اور بادشاہ نے اپنی عنایات خاص سے اسکو سرفراز فرمایا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ڈی برٹو پرتگال ہی میں رہے۔ لیکن وہ ہندوستان میں آنے کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہتا تھا۔ انجمن عیسوی کے جرنیل نے یہ فیصلہ دیا کہ اسکو واپس ہندوستان جانا چاہئے اس کے فیصلہ سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ انجمن عیسوی کے ارباب حل و عقد ڈی برٹو کی کتنی قدر اور وقعت کرتے تھے چنانچہ جرنیل نے لکھا "میرا خیال ہے کہ اگر ڈی برٹو واپس ہندوستان نہ گیا تو انجیل کی خدمت میں بڑا ہرج واقع ہوگا کیونکہ خدا نے اسکو خاص طور پر قابلیت عطا کی ہے جو صرف عظیم الشان مبلغین ہی میں پائی جاتی ہے۔ اس کا تبلیغی جوش ہمیں رسولی زمانہ کی یاد دلاتا ہے۔ اور اسکی دلکش منادی ہر کس و ناکس کو خدا کی طرف کھینچ لاتی ہے اسکو جنوبی ہند کی زبانوں میں کامل دستگاہ ہے اور بت پرستوں میں وہ ایک نہایت کامیاب مبلغ ہے۔ اسکے اوصاف درخشاں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس کو یورپ کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان میں کام کرنے کے لئے بلایا ہے۔ ... اسکی موجودگی اور اس کے بدن کے زخم اور اسکی مسیح کے لئے محبت مبلغین میں تبلیغی جوش پھونک دیتی ہے۔ اور ہندوستانی مسیحیوں کی بہتری کے لئے وہ تن دہی سے کام کرتے ہیں"۔

برکت اللہ

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

سرکاری اعلان

وائسریگل دربار کے متعلق آمد و رفت کا خاص انتظام

جو اصحاب ۱۰ ماہ حال کو دیوان عام قلعہ لاہور میں حضور وائسرائے کے دربار میں حاضر ہونگے۔ اُن کی توجہ انتظامات آمد و رفت کے متعلق ان ہدایات کی طرف مبذول کی جاتی ہے جو داخلہ کے ٹکٹوں کے ساتھ جاری کی گئی ہیں۔ چونکہ قلعہ کا دروازہ تنگ اور بلند جگہ واقع ہے موٹر کاروں کی ایک محدود تعداد ہی کے لئے سُرخ رنگ کے لیبل (نشان) تقسیم کئے گئے ہیں جو قلعہ کے اندر داخل کی جائینگی۔ ان موٹر کاروں کو دربار ہال کے قریب ایک مخصوص جگہ پر ٹھہرایا جائیگا۔ جن گھوڑا گاڑیوں اور موٹر کاروں پر نیلے رنگ کے نشان ہونگے ان کو قلعہ کے باہر ٹھہرایا جائیگا۔ گھوڑا گاڑیاں تو سرکلر روڈ اور منٹو پارک کے درمیان ایک عام پارک میں ٹھہرینگی اور موٹر کاریں قلعہ کی دیواروں اور سرکلر روڈ کے درمیان۔

اگر دربار میں حاضر ہونے والے اصحاب آپس میں پارٹیاں بنا کر آئیں تاکہ موٹر کاروں کی مجموعی تعداد کم ہو جائے اور گھوڑا گاڑیوں کی بجائے موٹر گاڑیوں میں تشریف لائیں اور ان اوقات کی پابندی کریں جو جو ٹریفک لیبلوں پر درج ہیں تو حکام کو ان انتظامات میں خاص امداد پہنچ سکتی ہے۔ غیر متوقع طور پر آمد و رفت کے بڑھ جانے کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ نیز قلعہ کے باہر پارک سے دربار ہال تک پیدل جانے کے لئے سڑک پر کافی جگہ کا خالی چھوڑنا بہت ضروری ہے۔ جو اصحاب اپنی گاڑیاں باہر چھوڑینگے اُن تمام کے لئے دربار ہال میں داخل ہونے کا راستہ ایلی فنٹ سٹیپس (فیل زینہ) کے ذریعہ ہوگا۔ جو اصحاب دربار میں شریک ہوں ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ دربار کے ختم ہونے کے بعد اپنی موٹر کاروں یا گھوڑا گاڑیوں تک پیدل تشریف لے جائیں اور ان پر جہاں وہ ٹھہرائی گئی ہوں وہیں بیٹھ جائیں۔ واضح رہے کہ حضوری باغ میں سے جو سڑک آتی ہے وہ دربار کے دن بند کر دی جائیگی۔ لاہور ۱۰/۱۱/۲۶

مظفر خاں۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

اطلاع

انتخابات پنجاب لیجسلیٹو کونسل اور لیجسلیٹو اسمبلی ۱۹۲۶ء

ترمیم شدہ قواعد و ضوابط انتخاب لیجسلیٹو کونسل و لیجسلیٹو اسمبلی کتابی شکل میں علیحدہ علیحدہ بزبان انگریزی شائع کئے گئے ہیں۔ اور صاحب الیکشن کمشنر بہادر پنجاب کے دفتر سے بر ادائیگی موازی ۴ر فی جلد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

۲۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل اور لیجسلیٹو اسمبلی کے پرچہ ہائے نامزدگی کے الگ الگ فارم ہیں۔ امیدواران یہ فارم صاحب ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے اوقات دفتر میں ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ۵ نومبر ۱۹۲۶ء تک بدون کسی قیمت کے حاصل کرسکتے ہیں۔ سوائے ان دنوں کے جب دفتر بوجہ تعطیل بند ہو۔

۳۔ ریٹرننگ افسر صاحبان اپنے اپنے حلقہ ہائے نیابت کے پرچہ ہائے نامزدگی ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ۵ نومبر ۱۹۲۶ء تک لینگے (سوائے اتوار یعنی ۳۱ اکتوبر کے) اس بارہ میں قاعدہ نمبر ۱۱ (۳) قواعد انتخاب ملاحظہ ہو جسکے رو سے پرچہ ہائے نامزدگی ۱۱ بجے قبل دوپہر اور ۳ بجے بعد دوپہر کے درمیان داخل ہونے چاہئیں ریٹرننگ افسران کی فہرست تتمہ گزٹ بالا میں شائع کر دی گئی ہے۔

۴۔ پرچہ ہائے نامزدگی کی پڑتال کی تاریخ ۸ نومبر ۱۹۲۶ء مقرر کی گئی ہے۔ دستبرداریاں ۹ نومبر ۱۹۲۶ء کو ۳ بجے بعد دوپہر سے پہلے پہلے دی جاسکتی ہیں۔

۵۔ عام حلقہ ہائے نیابت کے ممبران کے انتخاب کے لئے ووٹ یعنی پرچیاں ڈالنے کی تاریخیں ۲۳ نومبر ۱۹۲۶ء لغایت ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء قرار پائی ہیں۔ ہر ایک تھانہ یا قصبہ کی ٹھیک تاریخیں ضلع وار بذریعہ ایک پروگرام عنقریب شائع کر دی جائینگی۔ یہ پروگرام صاحب الکشن کمشنر بہادر کے دفتر سے بقیمت ۴ر فی پروگرام دستیاب ہوسکتے ہیں۔

۶۔ امیدوار کی طرف سے اس تحریر پر جس کے

ذریعہ وہ قاعدہ ۱۱ (۵) کی رو سے اپنا الکشن ایجنٹ مقرر کرتا ہے بھی اسٹامپ کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی اس تحریر پر اسٹامپ کی ضرورت ہے جسکے ذریعہ بموجب قواعد پنجاب لیجسلیٹو کونسل نمبر ۱۲ (۵) اور قواعد لیجسلیٹو اسمبلی نمبر ۱۲ (۶) کے ووٹوں کے شمار کے وقت بموجب ضابطہ ۳ ضوابط دربارہ نامزدگی بابت انتخابات نامزدگیوں کی پڑتال کے وقت کوئی امیدوار اپنا نمائندہ مقرر کرے۔ لاہور ۱۲/۱۰/۲۶

مظفر خاں۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

اعلان

معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب وہ ٹریبونل جسکا تقرر دفعہ ۱۲ سکھ گوردوارہ ایکٹ ۱۹۲۵ء کے حسب منشا ہو رہی ہے۔ یکم نومبر ۱۹۲۶ء سے مقرر کریگی۔ ٹریبونل کے پریذیڈنٹ کے تقرر کا اعلان جو زیر ایکٹ مذکور ہائی کورٹ کا جج ہونا لازمی ہے گورنمنٹ کی جانب سے مقرر کیا جاویگا۔ ٹریبونل کے باقی دو ممبروں کی جگہ گورنمنٹ لالہ منا لال حال اڈیشنل ڈسٹرکٹ اور سیشن جج سیالکوٹ اور سردار کھڑک سنگھ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور کو منتخب کیا ہے۔ لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مظفر خاں۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

ضرورت

ایک منشی کی جو اردو اور پنجابی پڑھ سکتا ہو ضرورت ہے۔ جو شارٹ ہینڈ ٹائپ رائٹنگ جانتا ہو۔ موٹر کا کام جانتا ہو اس کا زیادہ خیال کیا جائیگا۔ درخواست کنندگان مشتہر سے خط و کتابت فرمائیں۔

المشتہر

پادری۔ بی ایل بہلس

امریکن مشن منٹگمری

۱۸ اکتوبر کو حضور وائسرائے لاہور تشریف لا رہے ہیں

خبریں

اس سے پہلے یہ خبر دی جا چکی ہے کہ اکالی قیدیوں کی رہائی کا فیصلہ تقریباً ہو چکا ہے۔ اب مزید تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ خبر درست تھی۔ اس کی مختلف ذرائع سے تصدیق ہو چکی ہے۔ اب پنجاب گورنمنٹ کے سامنے سوال زیر غور یہ ہے کہ اکالی قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیسے کیا جائے۔ ایک افواہ تو یہ ہے کہ وائسرائے کے آنے سے پیشتر ہی تمام گوردوارہ قیدیوں کو چھوڑ دیا جائیگا۔ تاکہ وائسرائے کے لئے مطلع صاف کر دیا جائے دوسری تجویز یہ بھی ہے کہ رہائی کا اعلان خود وائسرائے صاحب سے کرایا جائے۔ تیسری تجویز یہ بھی ہے کہ گوردوارہ قیدیوں کا اعلان پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں کیا جائے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان تجویزوں میں سے کس پر عمل کیا جائیگا۔ بہرحال یہ یقینی ہے کہ تمام گوردوارہ قیدیوں کو اب جلد رہا کر دیا جائیگا۔

(بندے ماترم)

ڈنڈی ۹ اکتوبر۔ ڈنڈی کی نیوکیسل کولری واقع ڈینور میں ایک شیفٹ میں بھک سے اڑنے کا حادثہ پیدا ہونے کی وجہ سے ۷ یورپین اور ۵۱ دیسی آدمی کان کے نیچے دب گئے۔ ۱۱ دیسیوں کی نعشیں اب تک نکال گئی ہیں۔

(//)

راولپنڈی ۱۱ اکتوبر۔ تیوہار دسہرہ کی تقریب کے سلسلہ میں دسہرہ سب کمیٹی کے تمام ممبران اور تمام موجودہ ہندو انجمنوں کے سکریٹریان کے نام ایک نوٹس جاری کیا ہے کہ وہ حکام متعلقہ سے لائسنس حاصل کرنے کے بغیر تیوہار دسہرہ کے سلسلہ میں شہر راولپنڈی کے بازاروں میں جمع نہ ہوں اور نہ کوئی جلسہ منعقد ہو اور نہ ہی کوئی جلوس نکالیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس حکم پر غور کرنے کے لئے راولپنڈی کے ہندوؤں کا ایک قائم مقام جلسہ آج شام کو منعقد ہوگا (//)

کولھاپور ، اکتوبر۔ کولھاپور کے قریب موضع باورا میں ایک شخص کو مکان کے کھنڈرات کھودتے کھودتے ہوئے تانبہ کی ایک بڑی دیگ ملی جس میں مغل بادشاہوں کے زمانے کے روپے بھرے ہوئے تھے اس نے گاؤں کے نمبردار کے حوالے کئے۔ اور اس نے ریاست میں بھیج دیئے۔ دیگ میں کل ۶۹۳۳۴۱ روپے تھے۔

(//)

گورنمنٹ ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ایک ریزولیوشن شائع کیا ہے۔ چار غیر سرکاری ممبروں کے ایک وفد نے رپورٹ کی تھی گورنمنٹ نے اب اجازت دیدی ہے۔ کہ جو موپلہ قیدی ہندوستان کے جیلوں میں واپس آنا چاہیں وہ آ سکتے ہیں اور جو موپلے ہندوستان کے جیلوں میں ہیں اگر وہ انڈیمن میں جا کر آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔

(//)

نجیب آباد ۸ اکتوبر۔ ۸ ستمبر کے ہندو مسلم فساد کے سلسلہ میں جن چھ ملزمین کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کا چالان سب ڈویژنل آفیسر کی عدالت میں ہو گیا ہے۔ ساتواں ملزم نارسی داس عطار کو بنایا گیا ہے۔ استغاثہ کی طرف سے ۱۴ گواہوں کی فہرست پیش ہوئی ہے۔ ۲۲ و ۲۳ اکتوبر کو ثبوت پیش ہوگا۔ ملزم حوالات میں ہیں۔ بعض ضمانت پر رہا ہیں۔ چند مسلمانوں سے بھی ضمانتیں لی گئی ہیں۔ پنڈت گنگا سنگھ کو بھی قتل کے سلسلہ میں ماخوذ کر لیا گیا ہے۔ شہر میں ہر طرف پریشانی کے آثار ہویدا ہیں۔ افواہ ہے کہ امسال دسہرہ کا تیوہار نہیں منایا جائیگا۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔

(//)

اطلاع ملی ہے کہ ماہ گذشتہ میں اودے پور میں ناتھدوارے کے ایک محلے میں وہاں کے بوہروں نے شوالہ کو گرا دینا چاہا۔ اس فعل کی مخالفت مقامی مسلمانوں نے اچھی طرح سے کی۔ یہاں تک کہ دونوں قوموں نے مل کر بوہروں کا سامنا کیا۔ مندر گرانے کے وقت ان لوگوں نے بوہروں سے لڑائی شروع کر دی۔ اس لڑائی میں

چار آدمی تو مر گئے اور کئی ایک زخمی ہوئے۔ اس معاملے سے اتنی سنسنی پھیل گئی کہ بازار کئی دنوں تک بند رہا۔ راج کے افسران صورت حالات کو قابو میں لا رہے ہیں۔

(")

لاہور ۱۰ اکتوبر۔ ایک شخص جس نے ۴ برس پہلے ایک رات میں ۸ آدمی قتل کئے تھے اور جو اتنی دیر مفرور رہا چند روز ہوئے ہیں کہ پکڑا گیا تھا اور عدالت نے اُسکو پھانسی کی سزا دی ہے۔

(")

بمبئی ۸ اکتوبر۔ جہاز سیفیرو ۶ سو مسافروں کے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہے۔ مسافران میں وائسرائے ہند کی دختر نیک اختر بھی ہیں۔

(")

گجرات ۹ اکتوبر۔ آج ایک ہندو مسافر نمبر ۲۲ ڈاؤن ٹرین سے جبکہ وہ حرکت میں تھی اُترنے لگا اور لائن میں گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

(")

کرنال میں حلوائیوں، نانبائیوں اور تنور والوں نے ہڑتال کر دی ہے ہڑتال کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ میونسپلٹی نے حلوائیوں اور نانبائیوں وغیرہ کے لئے لائسنس لینا ضروری قرار دیا ہے۔ اُن کے لئے صاف کپڑے پہننا ضروری و لازمی قرار دیا ہے۔

(")

کلکتہ ۸ تاریخ کے خاص گزٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے پچرا کھالی کی جنگل کی حد میں زائد پولیس بٹھا دی ہے۔ پچرا کھالی باقر گنج کے ضلعے میں ہے۔ پولیس کا خرچ وہاں کے باشندوں پر پڑیگا۔ کہا جاتا ہے کہ پچرا کھالی کی حالت خطرناک ہے۔

(")

شری ست من موہن بھٹا چاریہ کو جو ۵ ستمبر ۱۹۲۳ء سے زیر ضابطہ نمبر ۳ گرفتار ہو کر برہما میں نظر بند تھے اپنے گاؤں میں جو مداری پور سب ڈویژن میں واقع ہے۔ نظر بند کیا گیا ہے۔

(")

لاہور ۱۱ اکتوبر مسٹر ایچ۔ ایل فلپس مجسٹریٹ درجہ اول نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ جس میں مسمی مہرالدین جس پر زیر دفعہ ۳۰۷ مسٹر اوگلوی ڈپٹی کمشنر لاہور پر کلہاڑی اور چھری سے حملہ کرنے کا الزام تھا پانچ سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

(")

فرخ آباد میونسپل بورڈ کے سابق سکریٹری پنڈت رام رکھشپال پر ۱۳۲ روپے غبن کرنے کے سلسلہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔

(")

سوئیڈن کے جنوبی حصہ میں ایک قبر ملی ہے جو چار ہزار برس کی پرانی بتلائی جاتی ہے

(")

لنڈن ۱۱ اکتوبر۔ یہ اطلاع ملی ہے کہ کرنل جیکسن کی بطور گورنر بنگال تقرری اس ہفتے کے گزٹ میں شائع کی جائیگی۔ جس کے بعد کرنل جیکسن پارلمنٹ کے سیاسی معاملات میں حصہ نہیں لینگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو ممبر گورنری کے عہدے کو منظور کرتا ہے وہ اس کے بعد دارالعوام میں بطور ممبر بیٹھ نہیں سکتا۔

(")

رنگجی ۱۱ اکتوبر۔ ہانکو سے خبر آئی ہے۔ کہ دریائے یانگسی کے دوسرے کنارہ پر ووچانگ کا کئی ہفتوں سے کانٹن فوجوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ اب ووچانگ فتح ہو گیا ہے۔

شنگھائی ۱۱ اکتوبر۔ ہانکو سے معتبر خبر ملی ہے۔ کہ ووچانگ کی محصور فوج کے افسروار کو صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔

(")

الہ آباد ۲ اکتوبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے کہ الہ آباد میں جو تعزیری پولیس منجملہ دیگر تعینات ہے اس میں سپاہیوں کا اضافہ کیا جائے۔ اور اس کا خرچ مسلمانوں پر ڈالا جائے۔

(")

شانگھائی ۱۰ اکتوبر۔ پیکن سے نہایت متضاد خبریں آ رہی ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ جنرل سرون فینگ کی شکستوں کی خبروں سے متاثر ہو کر ووچانگ کی حفاظت کرنے والی فوجیں جنہیں امید تھی کہ وہ ان کی مدد کو آئیگا۔ محاصرہ کرنے والی فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے کو تیار ہیں۔

(")

خواجہ حسن نظامیؒ "درویش" کے تازہ پرچہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مس ذکیہ سلیمان سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص آپ کے لئے تاج محل سے بھی زیادہ خوبصورت مقبرہ بنا دے تو کیا آپ پردہ میں رہنا پسند کرینگی۔ مس ذکیہ سلیمان نے اپنے بدن کو مقناطیسی انداز سے جھکولہ دے کر اور تمام دنیا کے حسن تبسم کو چہرہ پر سمیٹ کر اور رعنائی کو اپنی آواز سے آمیز کر کے جواب دیا۔ نہیں نہیں۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ میں پردہ رہنا قبول نہیں کرونگی۔

اسی مضمون کے دوران میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ دہلی کی سیر کے دوران میں جب مس ذکیہ سلیمان نے راستہ میں کئی ویران مساجد دیکھیں تو انہوں نے کہا کہ اگر میرے پاس اتنا روپیہ ہو تو میں قدم قدم پر اسکول بنواؤں جیسے قدم قدم پر یہاں مسجدیں ہیں۔

(")

پرماتما کی برشکتی کس قدر مہان اور اننت ہے۔ اس کا ثبوت پانی کے ایک قطرہ سے مل سکتا ہے چنانچہ سائینسدانوں نے معلوم کیا ہے کہ پانی کے ایک قطرے میں اتنے پرمانو ہوتے ہیں کہ جتنے صفحہ دنیا پر گھاس کے تنکے۔ اور پانی کے ایک گلاس میں اتنے پرمانو ہوتے ہیں کہ جتنے سمندر میں پانی کے گلاس ہوتے ہیں۔ (")

کو دیکھتی ہے۔ اسکی امید بندھ جاتی ہے۔ وہ تیز چلتی ہو آخر وہ بھیڑ کے نزدیک آپہنچی ہے اب وہ اس کے نزدیک کس طرح پہنچے۔ کوئی راستہ نہیں۔ چاروں طرف بھیڑ ہے۔ مرد ہیں۔ نوجوان ہیں۔ اس سے مضبوط ہیں۔ وہ کس طرح جائے۔ آخر وہ زور لگاتی ہے۔ کچھ تو لوگوں کو رحم آتا ہے۔ کچھ خود کوشش کرتی ہے۔ آخر وہ خداوند کے نزدیک آپہنچی ہو اب اُسکی خواہش صرف اس قدر تھی کہ اسکے کپڑے کو چھولے۔ وہ ہاتھ بڑھاتی ہے۔ اس کے کپڑے کو چھو لیتی ہے۔ اُس کے ہاتھ لگاتے ہی اس کے جسم کے اندر ایک قوت آتی ہے کہ وہ تندرست ہو جاتی ہے۔ اب خداوند ایک دم کھڑا ہو جاتا ہے۔ اپنے شاگردوں سے مڑ کر پوچھتا ہے "مجھے کس نے چھوا" پطرس حیران ہو کر کہتا ہے خداوند کئی لوگ تیرے اوپر گرے ہیں ہم کیا بتائیں تجھے کس نے چھوا۔ لیکن خداوند پھر کہتا ہے "نہیں کسی نے مجھے چھوا ہے۔" وہ مڑ کر دیکھتا ہو اور اُس کے پاس ہی وہ عورت کھڑی کانپ رہی ہے تب خداوند کہتا ہے۔ اے عورت ڈر نہیں جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا۔ ایک ایمان ہی کے ذریعہ اس عورت نے شفا پائی۔ اگر وہ ایمان نہ لاتی تو ہرگز اچھی نہ ہوتی۔ بس پولس رسول نے ٹھیک کہا ہے کہ ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔

لیکن ہم اس وقت یہ دریافت کرینگے کہ ایمان کا انسانی زندگی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ میں اپنی وعظ کے آغاز میں یہ کہہ چکا ہوں کہ انسانی زندگی کے لئے ایمان اور دعا کی ضرورت ہے۔ لیکن اس وقت ہم صرف ایمان پر غور کرینگے کہ ہم دیکھیں کہ ایمان کے ساتھ اپنی زندگی کس طرح منسلک کر سکتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان ہے کیا؟

ہم ہر روز ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اُن چیزوں کے متعلق جو ہمارے گرد و پیش ہیں بات چیت کرتے ہیں۔ یعنی اُن اشیاء کی بابت جو اس خوشنما اور فنا و مرئی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُن کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ گویا صرف اسی دنیا اور اُسکی اشیاء سے ہمارا تعلق ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے ساتھ اور اشیاء بھی ہیں جو وزن دار اور اُن سے زیادہ اہم ہیں۔ یعنے اشیاء روحانی جو اس دنیا سے علیحدہ اور غیر مرئی ہیں۔ اور جن سے ہم کو اس زمینی زندگی کے بعد سابقہ پڑتا ہے اور جنکا تعلق اس زندگی سے ہے جسکی انتہا نہیں۔

اس آئندہ زندگی کے بارے میں ہمارے پاس انجیل ہی ایک ذخیرہ ہے جو ہمیں بتلاتی ہے کہ وہ کیسی زندگی ہے۔ اُس میں بہت سی باتیں درج ہیں جو ہم محض ایمان کے سبب یقین کرتے ہیں۔ ہم یسوع مسیح کی باتوں کو صرف ایمان سے مانتے ہیں۔ جیسا یوحنا ۳: ۳۶ میں آیا ہے ہمارا اعتقاد ہے کہ ایک خدا ہے۔ ہم سب کو اُس کا یقین ہے۔ خواہ اس کا نام پرمیشور ہو یا اللہ۔ یہوواہ ہو یا خدا۔ اگر ہم سب اُسکو مانتے ہیں کہ وہ ایک پاک قادر مطلق خالق ہے۔ جس نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ نہ صرف زمین و آسمان کا بادشاہ بلکہ ہم سب کا جنکو اُس نے خلق کیا ہے باپ اور مہربان محافظ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ عمدہ اور خالص ہے اور جو کچھ پاک اور سچا ہے وہ اُسی کی طرف سے ہے۔ صرف وہی کاملیت کا سرچشمہ ہے۔ وہ ہماری خوبیوں سے خوش ہوتا ہے اور برائیوں سے نفرت کرتا ہے۔ صرف ایمان اور ایمان ہی کے ذریعہ ہم اُسکی ہستی کے قائل ہیں۔ ایمان ہی کی وجہ ہم اُسے ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ ایمرسن ایک انگریزی شاعر اور انشاپرداز ایک جگہ کہتا ہے۔

"اس روح کے سامنے جو سب کی صانع ہے چھوٹے بڑے کی کیا حقیقت ہے۔ جہاں وہ آیا ساری چیزیں موجود ہو گئیں اور اُسکی ہر جگہ رسائی ہے"۔

وہ خدا کو روح کہہ کر پکارتا ہے۔ اگرچہ اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہیں تاہم وہ اُس روح پر ایمان رکھتا ہے۔ درحقیقت اُس نے اپنے ایمان کی تعریف کی ہے جسکو پولس رسول کہتا ہے۔

ایمان اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔

یہ اعتقاد اس قدر پختہ ہو جاتا ہے کہ ہم اس میں ذرہ شک نہیں لاتے اور نہ ہی شک لانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی اسے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم کوشش کریں بھی تو رائیگاں جاتی ہے۔ جبکہ ہم معمولی واقعات کو معمولی عقل سے ثابت نہیں کر سکتے ہیں تو خدا کی ذات جو انسانی حسوں کے مقابلہ میں نہایت ہی اعلےٰ ہے ہم کب ثابت کر سکتے ہیں۔ خدا کی ذات نادیدنی ہے۔ جو ان فانی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی اور نہ ان فانی ہاتھوں سے چھو کر محسوس کی جاتی ہے۔ لیکن ہم اسکو صرف ایمان ہی کے ذریعہ مانتے ہیں کیونکہ

ایمان اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے

خدا کے بارے میں اس اعتقاد کو ہم ایمان سے تعبیر کرتے ہیں۔ گو ہم اسے دیکھ نہیں سکتے اور عقل سے پورے طور پر اسکی ہستی کا ثبوت دے نہیں سکتے۔ تاہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم اس بات کا احساس کرتے ہیں کہ ہمارے دائرہ بصیرت سے باہر اور ہماری جسمانی حسوں اور تجربوں سے بالاتر کوئی شے ہے جسے ہمیں قبول کرنا چاہئے۔ سچا ایمان اُسے قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے جیسے لارڈ ٹینی سن اس ایمان کی تعریف کرتا ہوا کہتا ہے۔

"اگرچہ ہم نے تیرا چہرہ نہیں دیکھا۔ تاہم ایمان۔ اور ایمان ہی سے تجھے قبول کرتے ہیں۔ ثابت نہیں کر سکتے تاہم ایمان رکھتے ہیں"۔

اگر غور سے دیکھا جائے جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں لارڈ ٹینی سن نے پولس رسول کے الفاظ کو تغیر و تبدل کیا ہے۔ اور جو رسول نے کہا ہے اسی کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا ہے۔

ایمان نہ صرف آئندہ زندگی سے تعلق رکھتا۔ بلکہ روزمرہ ہمارے کل کام ایمان کی بنا پر ہو رہے ہیں۔ ہم ایسی باتوں پر جنکو ہم نے بچشم خود نہیں دیکھا نیز ایسی باتوں پر جنکو ہم نے نہیں آزمایا محض معتبر شہادت کی بنا پر یقین کرتے ہیں۔ مثلاً ہم سب انگلستان و امریکہ کے وجود کے قائل ہیں۔ سب اسبات کے قائل ہیں کہ

امریکہ صفحہ دنیا پر موجود ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ لیکن تاہم ہمارا یقین اس قدر ہے کہ کوئی اعتراض ہمیں دغا نہیں سکتا جس قدر ہم انگلستان اور امریکہ کی بابت پڑھتے اسی قدر اُن کے وجود کا یقین پختہ ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح کئی ایک بزرگوں کا یقین ہم محض شہادت کی بنا پر کرتے۔ مثلاً زمانہ سلف میں کئی شہید ہو گذرے ہیں۔ اُن کے حالات پڑھتے وقت ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ ہائے اور اُف کی صدا بلند ہوتی ہے بعض جگہ اُن کی بہادری اور پختہ ایمانی پر مرحبا اور آفرین نکلتے ہیں۔ کئی وقت پڑھتے پڑھتے اشکباری کی نوبت پہنچ جاتی ہے مگر ہم نے اُن کو دیکھا نہیں۔ ہم اُن کے دوست اور مددگار نہیں۔ وہ ہمارے اہل نہیں۔ وہ صرف گذشتہ زمانے کے مسیحی ہیں۔ گو ہم اُن کو وہ مصیبتیں جھیلتے اور تکلیفیں اُٹھاتے نہیں دیکھتے۔ تاہم ہم اس قدر ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہمدردی۔ یہ رنج اور غم محض اُن تحریر شدہ کتابوں کی بنا پر ہے۔ ہم جوں جوں ان کتابوں کو پڑھتے ہمارا ایمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ یقین یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ جس وقت اُن کی تکالیف کا ذکر ہوتا ہے تو یک دم ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام محض ایمان اور یقین کی وجہ سے ہی ہے۔ (باقی پھر)

امرتسر ریلوے سٹیشن پر بمبئی میل کو حادثہ

امرتسر ۱ اکتوبر۔ امرتسر ریلوے سٹیشن سے چند گز کے فاصلہ پر پل کے نیچے ایک ریلوے حادثہ واقع ہوا ۸۶ ڈاؤن بمبئی میل کا ایک انجن اور ۲ گاڑیاں جن میں ایک سیکنڈ کلاس اور ایک انٹر کلاس تھیں اچانک ایک طرف گر گئیں۔ ڈرائیور۔ فائرمین۔ دو یورپین مسافر اور تین ہندوستانی مسافر جن میں ایک عورت تھی چوٹیں آئیں لیکن کسی کو ضرب شدید نہیں آئی۔ ان سب کو مرہم پٹی لگائی گئی۔ (بندے ماترم)

آگرہ۔ ۶ اکتوبر۔ میونسپلٹی نے آگرہ میں فری پرائمری تعلیم جاری کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی ہے۔

(ر۔ر)

بوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے جس میں نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چند خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح فیس خوراک لوئر پرائمری سے اِنی تک ساتھ روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح سے ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں [illegible] ۵ سے ۱۰ تک۔ [illegible] سے [illegible] تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین ہمارے [illegible] حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے ہر قسم کا تپ یکتہ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۸ آنہ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ ایچ۔ اڈبیگیا

خورجہ ضلع بلند شہر

نئے اردو ٹریکٹ اور ہینڈبل

گذشتہ نمبر میں ہدایات متعلقہ خریداری پڑھیں۔

کیا میں اپنے بھائی کا نگہبان ہوں بھائیوں سے کس طرح سلوک کرنا چاہئے یہ سوشل [illegible] کے متعلق ہے صفحہ ۲۔ ار فی سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار۔

مُردہ نبی یا زندہ نبی۔ صرف مسیح زندہ نبی ہے صفحہ ۲ ار سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار

گناہ آدم۔ آدم کے گناہ کی سزا اُن کی نسل پر نازل ہوئی صفحہ ۲ ار فی سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار۔

فدیۂ عظیم۔ صرف مسیح کے خون بہانے سے گناہوں کی معافی ہے۔ صفحہ ۲۔ ار سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار

پروانہ اور تتلی۔ یہ خاص کر لڑکیوں کے لئے لکھا گیا ہے صفحہ ۲۔ ار فی سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار

مسیح کون ہے۔ قرآن سے مسیح کی فضیلت صفحہ ۲ ار فی سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار۔

ارشمید کی پوشاک۔ اس آیت کی تشریح میں ایک کہانی کہ سوائے خون بہانے کے معافی نہیں صفحہ ۴ ہر سینکڑہ یا ۲ روپیہ فی ہزار

نیک بیٹی کا [illegible]۔ لڑکیوں کے لئے ایک کہانی جیسی کہ دلچسپ ویسی عبرتی مضمون ہے صفحہ ۴ ہر فی سینکڑہ یا عہ فی ہزار

سب سے طاقتور کی تلاش مسیح سب سے طاقتور۔ ایک کہانی صفحہ ۴ ہر فی سینکڑہ یا عہ فی ہزار

عجیب رشتہ۔ انجیل میں بیان کردہ دو رشتوں کی تمثیل کی تشریح صفحہ ۴۔ ہر سینکڑہ یا عہ فی ہزار

قرآن میں دو رشتے۔۔۔ مسلمان یا مسیحی ہو صفحہ ۴ ہر فی سینکڑہ یا عہ فی ہزار

خالہ عائشہ کا یاسمن۔ عورتوں کے لئے [illegible] رسوم سے نجات نہیں صفحہ ۲۔ ار فی سینکڑہ یا ۸ر فی ہزار۔

المشتہر

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ بے۔ کالنگ صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔